پیش لفظ

۱۲ ربیع الاول شریف کو تمام مسلمانانِ عالم اپنے محسن وکریم آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتے اور اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُس نے اسی روز اپنی نعمتِ عظمیٰ (یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم) عطا فرمائی...... لیکن بعض نام نہاد مسلمان، شیطان بصورتِ انسان، نئے نئے (بے معنی) سوالات قائم کر کے، اس عظیم ہستی کی ذات والا صفات پر اعتراضات قائم کر کے، جہاں اپنی بدبختی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں، وہیں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں کو خراب کرنے اور انہیں ان کار ہائے خیر سے روکنے کی بھر پور مذموم کوشش کرتے ہیں۔

پیش خدمت رسالہ دراصل اسی طرح کے گمراہ کن، فتنہ انگیز اور بھونڈے اعتراضات کا جامع مفصل اور مدلل جواب ہے۔ جس کے مطالعہ سے ایمانِ مسلم ایک نئی تازگی پاتا ہے۔ جسے جمعیت اشاعت اہلسنت مفت شائع کر رہی ہے...... جمعیت اشاعت اہلسنت...... اس موقع پر برکاتی پبلیکیشنز اور چھاگلہ اسٹریٹ میلاد کمیٹی کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہے کہ انہوں نے اس کار خیر میں جمعیت ہذا سے تعاون فرمایا۔ اللہ انکی سعی کو قبول فرمائے اور دوسرے سُنّی احباب، اداروں اور تنظیموں کو ان کی طرح مختلف موضوعات پر کتابیں اور کتابچے شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خادم اہلسنت محمد سلیم برکاتی صدر جمعیتِ ہذا

بسم اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت ومفتیانِ شریعت اس بارے میں کہ دیوبندی واہلِ حدیث حضرات نے ایک اشتہار بعنوان ”دعوتِ فکر“ شائع کیا ہے جس کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ ”۱۲ ربیع الاول نبی علیہ السلام کا یوم وفات ہے اس روز خوشیاں منانے والے اپنے نبی کی وفات پر خوشیاں مناتے ہیں۔ ان کا ضمیر وایمان مُردہ ہے۔ ان کو نہ اپنے نبی کا پاس ہے۔ نہ اُن سے حیا۔ یہ لوگ روز قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے وغیرہ۔ سمجھدار لوگ تو اسے دیکھتے ہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین“ پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے پریشانی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اشتہار کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت فرمائی جائے۔

نمبر 1:۔ کیا واقعی بارہ ربیع الاول کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی (معاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں؟۔

نمبر 2:۔ آیا ربیع الاول کی بارہویں تاریخ یوم وفات ہے یا یومِ میلاد؟۔

نمبر 3:۔ جب بارہ ربیع الاول یوم میلاد بھی ہے اور یوم وفات بھی تو اس روز اہلِ سنت میلاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں۔ وفات کی غمی کیوں نہیں مناتے؟

بینوا و توجروا

السائل:۔ (مولانا عبدالخالق نقشبندی خطیب جامع مسجد باری والی گجرات)

الجواب بعون العلام الوھاب ______________

وفات پر خوشی

بے شک میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اہلِ جہان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بے مثل رحمت اور اس کا فضلِ عظیم ہے اور ارشادِ ربانی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا

ترجمہ:۔ (اے محبوب) فرما دیجئے کہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ملنے پر چاہیئے کہ لوگ خوشی منائیں۔ (القرآن ۱۰:۵۸)

اسی لئے مسلمان بارہ ربیع الاول کو میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی آقا سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔ یہ بات اتنی صاف اور واضح ہے کہ کسی اَن پڑھ سے اَن پڑھ مسلمان یا چھوٹے سے بچے سے بھی اگر پوچھا جائے کہ اس روز مسلمان کس بات کی خوش مناتے ہیں؟ تو وہ بھی یہی جواب دے گا کہ۔

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اس کے باوجود منکرین نے جو وفات کی خوشی منانے کا سفید جھوٹ اور کھلم کھلا بہتان گھڑ لیا ہے اس سے نہ صرف انہوں نے امانتِ علمی و دیانتِ اسلامی کا خون کیا ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ ان علیم و تحقیق کے دعویدار کے پاس جشن میلاد شریف کو حرام ثابت کرنے کے لئے قرآن و سنّت سے ایک بھی صحیح اور صاف دلیل موجود نہیں۔ ورنہ یہ جھوٹوں کا ملغوبہ تیار کرنے کیا کیا ضرور تھی، بہر حال یہ الزام باطل محض ہے

فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ٥۔

کیا ۱۲ ربیع الاول یوم وفات ہے؟

روایت نمبر 1:۔ ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

روایت نمبر 2:۔ ۱۰ ربیع الاول یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

روایت نمبر 3:۔ ۱۵ ربیع الاول مروی از حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما

روایت نمبر 4:۔ ۱۱ رمضان اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

روایت نمبر 1:۔ ۱۲ البدایہ والنہایہ جلد ۵ (۲۵۶)، روایت نمبر ۳، ۴ وفاء الوفاٗ جلد (۱) ص ۳۱۸ پہلی روایت کہ جس میں وفات نبوی بارہ ربیع الاول کو بتائی گئی۔

اس کی سند میں محمد بن عمر الواقدی ایک راوی ہے۔ جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا واقدی ثقہ یعنی قابلِ اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا واقدی کذاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔ بخاری اور ابو حاتم رازی نے کہا کہ واقدی متروک ہے۔ مُرّہ نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکھی جائے۔ ابن عربی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیب ہونے پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال جلد (۲) ص ۲۲۵۶ مطبوعہ ہند قدیم)

لہٰذا بارہ ربیع الاوّل کو وفات بتانے والی روایت پایۂ اعتبار سے بالکل ساقط ہے۔ اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

روایت نمبر ۲ کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے۔ اور دوسرا راوی محمد بن عبیداللہ العزرمی متروک ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۴۲ و ص ۲۰۳ و خلاصۃ تذہیب ص ۱۶۱ و ص ۳۵۰ تہذیب الکمال اللخزرجی)

اور روایت نمبر ۳ و نمبر ۴ کی سند نا معلوم

البتہ اجلۂ تابعین ابن شہاب زہری، سلیمان بن طرخان اور سعد بن ابراہیم زہری وغیرہم سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم و دوم ربیع الاول کو وفات نبوی منقول ہے۔ حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاول کو یوم وفات قرار دینا نہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے اور نہ تابعین سے۔ لہٰذا بعد کے کسی مورخ کا بارہ کو تاریخ وفات قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

مقامِ غور ہے جب صحابہ کرام (جو وفات نبوی ﷺ کے چشم دید گواہ تھے) اور اُن کے شاگرد تابعین سے یہ قول ثابت نہیں تو بعد کے موّرخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفات نبوی ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ مشہور اور مستند دیوبندی موّرخ شبلی نعمانی نے بھی یکم ربیع الاول کو یوم وفات قرار دیا ہے۔ (سیرۃ النبی جلد۲ صفحہ ۱۷۰) اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بیٹے شیخ عبداللہ نے آٹھویں ربیع الاول کو یومِ وفات لکھا ہے۔ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۹) قانونِ ہیئت و تقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاول کو وفات نبوی ﷺ کسی طرح ممکن نہیں۔ امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی (المتوفی ۵۸۱ھ جو کہ مشہور و محقق موّرخ ہیں فرماتے ہیں۔

وکیف ماذار الحال علی ھذا الحساب فلم یکن الثانی عشر من

ترجمہ:۔ اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہو مگر بارہ ربیع الاول کو یوم وفات ربیع الاول یوم الاثنین ہو جہ (الروض الانف جلد ۲ ص ۳۷۳) سوموار کسی صورت میں نہیں آ سکتا۔

یہی مضمون نہایت زوردار الفاظ میں مشہور محقق مورخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی، ابن ساکر، ابن، کثیر، امام نورالدین علی بن احمد السمہوری، علی بن بُرہان الدین الحلبی وغیرہ نے بھی بیان فرمایا ہے۔

(دیکھئے تاریخ اسلام الذہبی جز السیرۃ النبویہ ص ۳۹۹ و ص ۴۰۰، وفاء الوفا جلد (۱) ص ۳۱۸ البدایہ والنہایہ جلد (۵) ص ۲۵۶، سیرۃ حلبیہ جلد (۳) ص ۳۷۴ وغیرہ۔

الغرض بارہ ربیع الاول کا یومِ وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ عقلاً نہ نقلاً نہ روایۃً نہ درایۃً۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بارہ ربیع ۱۲ الاول یوم میلاد ہے!

ولادت نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے صرف ایک ہی صحیح روایت بارہ ربیع الاول کو منقول ہے جسے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (المتوفی ۲۳۵ھ) نے سندِ صحیح کے ساتھ روایت فرمایا ملاحظہ ہو۔

عن عفان سعید بن میناعن جابر وابن عباس انھما قالا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول (بلوغ الامانی ، شرع الفتح الربانی جلد (۲) ص ۱۸۹ مطبوعہ بیروت ، الھدایہ والنھایہ جلد (۲) ص ۳۶۰ مطبوعہ بیروت

ترجمہ:۔ عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینا سے راوی کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارہویں ربیع الاول کو ہوئی۔

اس کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ اور صاحب ضبط واتقان ہیں۔(خلاصۃ التذہیب ص ۲۶۸ طبع بیروت) دوسرے راوی سعید بن مینا ہیں یہ بھی ثقہ ہیں۔(خلاصہ ص ۱۴۳۔تقریب ص ۱۲۶)

ان دوجلیل القدر اور فقیہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد سرکار ﷺ ہے۔(علیہ الصلوۃ والسلام) لہٰذا بعد کے کسی بھی مورخ کا کوئی قول یا ظن وتخمین اس کے بالمقابل لائق التفات وقابل قبول ہرگز نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ حضرت زبیر بن بکار، امام ابن عساکر، امام جمال الدین ابن جوزی اور ابن الجزار وغیرہم نے بارہ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے پر اہل تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔السیرۃ الحلبیہ جلد(۱) ص ۹۳۔زرقانی علی المواہب جلد(۱) ص ۱۳۲ ماثبت من السنۃ شیخ المحقق ص ۹۸ شمامہ عنبریہ ص ۷ از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اہلحدیث)

اور یہی جمہور علماء وجمہور اہلِ اسلام کا مسلک اور ان میں مشہور ہے(البدیہ جلد(۲) ص ۲۶۰، الفتح الربانی ج ۲۰ ص ۱۸۹، المورد الروی لملاعلی القاری ص ۹۶ طبع مکہ المکرمہ، حجۃ اللہ علی العالمین للنبہانی جلد(۱) ص ۲۳۱، ماثبت من السنۃ ص ۹۸، المواہب الدنیہ لقسطلانی نیز اس کی شرح زرقانی جلد(۱) صفحہ ۱۳۲ مدارج النبوت جلد(۲) ص ۱۴)

بارہ ربیع الاول ہی کے یوم میلاد ہونے پر قدیماً وحدیثاً تمام اہلِ مکہ متفق چلے آرہے ہیں۔اور اسی تاریخ پہ حضور ﷺ کی ولادت کے مکان شریف پر حاضر ہوکر میلاد شریف منانے کا قدیم سے اہل مکہ کا معمول ہے۔

(المواہب الدنیہ، زرقانی جلد(۱) ص ۱۳۲، سیرۃ حلبیہ جلد(۱) ص ۹۳، المورد الروی للملاعلی القاری ص ۹۵، ماثبت من السنۃ ص ۹۸، تواریخ حبیب الہٰ مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، مدارج النبوۃ جلد(۲) ص ۱۴ وغیرہ)

بارہ ربیع الاول ہی کو میلاد شریف کرنے کا اہل مدینہ کا معمول ہے(تواریخ حبیب الہٰ) اسی تاریخ کو تمام شہروں کے مسلمانوں کا جشنِ میلاد منانے کا معمول ہے۔(السیرۃ الحلبیہ جلد(۱) ص ۹۳ زرقانی علی المواہب جلد ص ۱۳۲)

قدیم اہل مکہ کے معمول کی مختصر وضاحت

محدث ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ ھ) فرماتے ہیں اہلِ حرمین شریفین مکہ ومدینہ اور مصر ویمن وشام اور تمام بلادِ عرف، مشرق ومغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے، غسل کرتے، عمدہ لباس زیب تن کرتے، قسم قسم کی زیبائش وآرائش کرتے، خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیع الاول) میں خوب خوشی ومسرت کا اظہار کرتے، حسب توفیق نقد وجنس لوگوں پر خرچ کرتے۔اور میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بلیغ کرتے۔اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ ہے کہ سال بھر کثرت سے خیروبرکت، سلامتی وعافیت، رزق، مال اور اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن وامان اور گھر بار میں سکون وقرار جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی برکت سے رہتا ہے۔(بیان المیلاد النبوی لابن جوزی ص ۵۷، ص ۵۸)

امام احمد القسطلانی فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اس شخص پر جو ماہ میلاد پاک ربیع الاول کی راتوں کی خوشیوں کی عیدیں بنالے تاکہ جس کے دل میں بغض شان

رسالت ﷺ کی بیماری ہے اس کے دل پر قیامت قائم ہو جائے۔ (المواہب الرزقانی جلد (۱) ص ۱۳۹) ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں کہ

اما اهل مكه يزيد اهتما مهم به علی يوم العيد (المورد الردی طبع مكه ص ۲۸)

یعنی، اہلِ مکہ میلاد شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر تے۔

شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مکہ معظمہ میں میلاد شریف کے روز مکان ولادت نبوی ﷺ پہ حاضر تھا اور لوگ آپ کے ان معجزات کا بیان کررہے تھے جو حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ ﷺ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جن کو ایسی محافل (میلاد شریف وغیرہ) پر مقرر کیا گیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین عربی اردو ص ۸۰، وص ۸۱)

مرشدِ اکابر دیوبند کا ارشاد

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے (اشمام امدادیہ ص ۴۷)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر کا فتویٰ

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رقمطراز ہے کہ ابولہب کافر نے ولادت نبوی ﷺ کی خوشی میں اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کیا تو اس کافر کو قبر میں ہر سوموار (روزِ ولادت) کو سکون بخش مشروب چوسنے کو ملتا ہے۔ تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا (یعنی اسے کیا کیا نعمتیں نہ ملیں گی) جو میلاد النبی ﷺ کی خوشی منائے۔ (ملخصا) (مختصر سیرۃ الرسول ﷺ ص ۱۳ شائع کردہ حافظ عبدالغفور اہل حدیث جہلم)...... اللہ تعالیٰ انہیں عمل کی بھی توفیق دے۔

وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاول یوم میلاد ہے کہ نہ یوم وفات۔ لیکن اگر بالفرض یوم وفات مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز ہی رہے گا۔ اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہوگا۔ کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے۔ جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے نزول مائدہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کے لئے یوم عید قرار دیا تھا۔ (القرآن ۵:۱۱۴) لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ حدیث کے نام نہاد عاشق اہلحدیثوں سمیت محققین دیوبند میں ایک کو بھی اس قانون شرعی کی خبر نہیں۔ ورنہ ایسا لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔

چنانچہ امام دار الہجرت امام ابن انس الاصبحی، امام ربانی محمد بن حسن الشیبانی، امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر الحمیدی، امام جلیل امام احمد بن حنبل، اما ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، امام مسلم بن الحجاج القشیری، امام ابوعیسیٰ بن سوۃ الترمذی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی، امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، امام ابوبکر البزاز، امام ابومحمد عبداللہ بن علی بن جارود النیشاپوری اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ جماعت محدثین اسانید صحیحہ معتبرہ کے ساتھ، جماعتِ صحابہ انس بن مالک عبداللہ بن عمر، اُمہات المومنین عائشہ صدیقہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، اُم حبیبہ، حفصہ، نیز اُم عطیہ الانصاریہ، فریعہ بنت مالک بن سنان اخت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم وعنہن سے مرفوعاً بالفاظ متقاربہ ایک ہی مضمون روایت فرماتے ہیں۔

"امرنا ان لا نحدّ علی میت فوق ثلاث اِلّا لزوج"

ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر (چار ماہ دس روز تک بیوی غم منا سکتی ہے)

موطا امام مالک ص ۲۱۹ و ص ۲۲۰ موطا امام محمد ص ۲۶۷ مصنف عبدالرزاق جلد (۷) ص ۴۷، ۴۸، ۴۹ مصنف ابن ابی شیبہ جلد (۵) ص ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، مسند الحمیدی جلد (۱) ص ۱۱۲ و ص ۱۳۶، مسند احمد مبوب جلد (۷) ص ۱۴۷ تا ۱۵۱، شرح معانی الآثار للطحاوی جلد (۲) ص ۴۸، ۴۹ صحیح البخاری جلد (۲) ص ۸۰۴، صحیح مسلم جلد (۱) جلد ص ۴۸۶ تا ۴۸۸، جامع الترمذی جلد (۱) ص ۱۴۲۷ ابوداؤد جلد (۱) ص ۳۱۴، سنن النسائی جلد (۲) ص ۱۱۶ تا ۱۱۸، سنن ابن ماجہ جلد (۱) ص ۵۲ سنن الدارمی جلد (۲) ص ۸۹، ۸۰، مسند البزاز بحوالہ مجمع الزوائد جلد (۵) ص ۳، المنتقیٰ لابن جارود ص ۲۵۸، ۲۵۹، السنن الکبیر البیہقی جلد (۷) ص ۴۳۷ تا ۴۴۰ واللفظ لعبدالرزاق)

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد کی غمی منانا ممنوع۔ اور حصول نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔ اس لئے ہم بارہ ربیع الاول کو وفات کی غمی نہیں نعمتِ میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

اور لیجئے! رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

ان من افضل ایا مکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض، (سنن نسائی جلد ص ۱۵۰ وغیرہ من کتب الحدیث)

ترجمہ: تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز آپ نے وفات پائی۔

پھر سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ (علیہ الصلوۃ والسلام)

ان ھذا یوم عید جعله اللّٰه للمسلمین (سنن ابن ماجه ص ۷۸ و بعناہ فی مسند احمد وغیرہ)

ترجمہ: یہ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن یوم میلاد النبی (آدم علیہ السلام) بھی ہے۔ اور یوم وفات بھی ہے اس کے باوجود اللہ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یومِ میلاد کی خوشی کو باقی رکھا۔ اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا۔

دوپہر کے سورج کی طرح یہ مسئلہ روشن اور واضح ہوگیا کہ ایک ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہو جائیں تو غمی کی یاد تین روز کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور خوشی کی یاد ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ لہٰذا

اگر بارہ ربیع الاول کو یومِ میلاد اور یومِ وفات بھی منا لیا جائے۔ تو وفات کی غمی وفات سے تین روز بعد ختم ہو چکی۔ اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔

علی رغم انوف الجہال اعلٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ الملفوظ میں واضح طور پر بیان فرما دیا ہے۔

وَلٰکِنَّ الْوَھَابِیَۃَ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْن ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

لمحہ فکریہ!

اشتہار چھاپنے والوں کے لئے (دانشور دیوبندیوں، اہلحدیثوں، وہابیوں) مقام فکر ہے کہ انہوں نے بلا سوچے سمجھے بارہ ربیع الاول کو میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانے والوں پر ان کے ضمیر و ایمان کی موت کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے نزدیک یوم وفات بھی ہے اب انکا فتویٰ اللہ و رسول پر کیا ہوگا جنہوں نے روز جمعہ کو باوجود یوم وفات النبی ﷺ ہونے کے خوشی کی عید منانے کا حکم دیا اور کیا فتویٰ ہوگا۔ یوم وفات ہونے کے باوجود روزِ جمعہ کو عید کے طور پر منانے والے مسلمانوں پر اور خود دیوبندی وغیر مقلدین بھی تو جمعہ کو روز عید قرار دیتے ہیں۔ کیا وفات النبی کے دن روز جمعہ کو عید قرار دینے والے تمام دیوبندی اہلحدیثوں کے علاء عوام سب کا ضمیر مر چکا ہے۔ اور ایمان مردہ ہو چکا ہے؟ شاباش! فتویٰ ہو تو ایسا ہی ہو جو خود اپنے ہی اوپر فٹ ہو جائے

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جاہل اور احمق وہابیو!

ہوش سنبھالو! اور سوچو! ...... کیا قدیم زمانے سے بارہ ربیع الاول کو جشن میلاد منانے والے مکہ و مدینہ مصر و شام اور مشرق مغرب کے علماء فقہا محدثین، اولیاء کرام اور عامتہ المسلمین، نیز ان کے اس عمل کو فخریہ اپنی کتابوں میں نقل کرنے والے اور ان کی تائید کرنے والے اکابر بزرگانِ دین مثلاً امام قسطلانی، امام زرقانی، ابن جوزی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ جلال الدین سیوطی، شمس الدین محمد ناصر الدین الدمشقی، شمس الدین ابن الجزری، ملا علی القاری علی بن برہان الدین الحلبی، امام ابن حجر مکی، شمس الدین سخاوی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابو شامہ شیخ النووی، امام ابو الخطاب ابن وحیہ الاندلسی، حافظ زین الدین عراقی، امام مجد الدین محمد بن یعقوب الفجر آبادی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خود مرشدِ دیوبندیاں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وغیرہ سب کا ایمان و ضمیر مُردہ ہے؟

شاہ ولی اللہ اور حاجی امداد اللہ مکی جن کو تم اپنا پیر و مرشد اور مقتدا مانتے ہو اگر تمہارے فتوے کے مطابق ان کا ضمیر مردہ ہے تو تم مریدوں اور مقتدیوں کا ضمیر و ایمان کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟

یقیناً تمہارا ضمیر و ایمان تمہارے اپنے فتوے کے مطابق مُردہ ہے۔ اور اپنے مُنہ سے خود مردہ ضمیر اور بے ایمان بن رہے ہو۔

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے داغ سے
اُس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب دیکھئے یہ موحدین اپنے آپ کو اور اپنے بزرگوں کو کس طرح اپنے فتوے اور ضمیر و ایمان کی موت سے بچاتے ہیں؟ دیدہ باید۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہدایت دے۔

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود ہم نہ چھوڑیں گے محفلِ مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

فقط واللہ تعالیٰ و رسُولہ اَعلم بِالصَّوَاب

کتبہ محمد اشرف القادری

خادم الطلبہ و مفتی دار العلوم قادریہ عالیہ مراڑیاں شریف بائی پاس روڈ گجرات

نذر و نیاز کرنیوالے احباب اہلسنّت کی خدمت میں عرض

اللہ کرے کسی دل میں اتر جائے میری بات (آمین)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ تَعَالیٰ:۔ اہلسنّت و جماعت کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام، اولیاء کرام، اولیاء عظام، بزرگانِ دین اور اپنے وفات یافتہ رشتے داروں، والدین اور مرحومین کے "ایصال ثواب" کے لئے نہایت ہی عقیدت و محبت کے ساتھ سال بھر نذر و نیاز کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے کھانے پکوا کر غرباء اور اغنیاء کی دعوت کرتے رہتے ہیں اور اس مقصد میں وہ مجموعی طور پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یقیناً کارِ خیر ہے اور جائز و مستحسن ہے۔ نیز اعراسِ بزرگانِ دین کے مواقع پر خصوصاً اور پورا سال عموماً مزارات اولیاء کرام پر چادریں چڑھاتے رہتے ہیں اور اس مد میں بھی وہ مجموعی طور پر کروڑوں روپے صرف کرتے ہیں۔

لیکن نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ جب ہمارے انہیں سنی بھائیوں سے نذر و نیاز، مزارات پر چادر اور پھول ڈالنے، اعراسِ بزرگانِ دین منعقد کرنے وغیرہ کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے یا مخالفین اہلسنت و جماعت (جیسے کہ وہابی، دیوبندی، اہلحدیث، شیعہ اور اسی طرح

کے گمراہ اور بددین فرقوں کے افراد) جب ان سے اِن معمولات وعقائد اہلسنت مثلاً جشن عید میلاد النبی ﷺ، گیارہویں شریف، ندائے یارسول اللہ، علمِ غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا ثبوت مانگتے ہیں اور اس طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں تو ان احباب اہلسنت کی اکثریت انہیں بروقت جواب نہیں دے پاتی اور جو معلومات رکھتے ہیں وہ بھی اپنے ثبوت میں جلد کتابیں فراہم نہیں کر پاتے۔

اس لئے اِن احباب اہلسنت کی خدمت میں جو نذر و نیاز وغیرہ میں اپنا لاکھوں روپیہ صرف کرتے ہیں دست بستہ عرض ہے کہ جہاں آپ اپنے لاکھوں روپے صرف کھانا پکوانے اور چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں، انہی روپوں کو یا اس میں سے کچھ رقم (چاہے پندرہ بیس فیصد ہی سہی) مندرجہ ذیل کاموں میں بھی استعمال فرما کر اپنے لئے ثواب جاریہ اور لوگوں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(الف) نذر و نیاز، مزارات پر حاضری کے ثبوت اور طریقہ، اعراسِ بزرگانِ دین کا جواز، عید میلاد النبی رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اور گیارہویں شریف نیز گمراہ فرقوں کے رد اور عقائد اہلسنت سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کتابچے چھپوایئے (جس طرح یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے) یہ کام اگر آپ چاہیں تو خود انجام دیں یا پھر ہمیں خدمت کا موقع فراہم کریں کہ ہم آپ کے پیسوں کو ان جگہوں پر استعمال کرنے میں آپ کی مدد کریں۔

(ب) جہاں آپ محافلِ میلاد ﷺ وغیرہ میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں ساتھ ہی کوئی چھوٹی سی کتاب تقسیم کیجئے۔

(ج) اعراسِ بزرگانِ دین پر جو رقوم محض چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ ہی سہی، ان اولیاء عظام کی سیرت، ان کے پیغام اور ان کی خدمت جو انہوں نے دینِ اسلام کی انجام دی، ان لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے کتابچے تقسیم کر کے صرف کیجئے۔

درد بھرے دل سے سوچئے آیئے بڑھ کر اس کارِ خیر میں حصہ لیجئے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان